کشمیر یونی ورسٹی میں محسنِ ملّت

امتیاز عبدالقادر ○

۱۱نومبر ۲۰۰۹ء کی دوپہر ،شعبۂ اُردو ،کشمیر یونی ورسٹی سے کلاسیں لینے کے بعد نمازِظہر کے لیے یونی ورسٹی کی جامع مسجد میں جاکر وضو کے لیے پانی سے ہاتھ بھگوئے ہی تھے کہ یہ خبر گوش گزار ہوئی :''محسنِ ملّت سیّدعلی شاہ گیلانی، کشمیر یونی ورسٹی پہنچے ہیں اور بابِ سرسیّد سے اندر آنے کے لیے کھڑے ہیں''۔شوقِ دیدار تھا،اس لیے تیزی سے وضو کیا اور سرسیّد گیٹ کی طرف تیز تیز چل پڑا۔کیا دیکھتا ہوں کہ ایسے مخلص قائد تک پہنچنے کے لیے یونی ورسٹی کے طلبہ برق رفتاری سے جارہے تھے۔ طالبات بھی تیزقدموں سے اپنے مُرشد کے دیدار کے لیے جوق درجوق آرہی تھیں۔جوں ہی میں گیٹ پر پہنچا توخوشی اورمسرت کی جگہ حیرت نے لے لی۔کیمپس میں تعینات پولیس عملے نے سرسیّد گیٹ پرتالا چڑھا رکھا تھا اور قائدانقلاب گیٹ کے دوسری جانب کھڑے تھے۔اُس روز یونی ورسٹی کا سرسیّد گیٹ بھی لائن آف کنٹرول لگ رہا تھا۔

پولیس سے استفسار کرنے پر معلوم ہوا کہ:''یونی ورسٹی انتظامیہ نے گیلانی صاحب کے داخلے پر پابندی لگادی ہے''۔غم وغصہ فطری تھا۔وہ شخص جو بے لوث قربانیوں کی علامت ہے۔ وہ عظیم ہستی جس نے ہمارے کل کے لیے اپنے آج کو قربان کیا ،غیرت جس کی پہچان ہے، اُس بزرگ ہستی کو نفس کے غلام اپنی ہی مادرعلمی میں آنے سے کیسے روک سکتے ہیں؟ وہ ہستی کہ جن کے لیے صرف کشمیر ہی نہیں بلکہ برعظیم پاک و ہند کے کروڑوں دل دھڑکتے ہیں۔ جو نہ جھکا، نہ بِکا، نہ ۸۰ برس سے زیادہ عمر میں تھکا، بلکہ ڈنکے کی چوٹ پر کشمیر کے جائز حق کے لیے ہمالہ کی طرح

○ کشمیر یونی ورسٹی ، سری نگر

ڈٹا ہوا ہے۔ اُسے قوم کے مستقبل سے ملنے سے روکا جارہا تھا۔ آخرکار صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور طلبہ کے غصّے کو دیکھ کر پولیس ہٹ گئی۔ طلبہ نے آگے بڑھ کر بابِ سرسید کو بزورِ بازو اس شدت سے ہلایا کہ تالا ٹوٹا اور قائدانقلاب سیّدعلی شاہ گیلانی کیمپس میں داخل ہوگئے۔ قائد کے قدموں نے جیسے ہی بابِ سرسیّد عبور کیا، طلبہ کے مضطرب اور پریشان چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کوئی ان کے ہاتھوں کو چُوم رہا تھا اور کوئی ان شانوں پر بازو ڈال کے گلے مل رہا تھا، جنھوں نے کئی عشروں سے ملّت مظلوم کا بوجھ اُٹھا رکھا ہے۔

'کون کرے گا ترجمانی، سیّدعلی شاہ گیلانی' کے فلک شگاف نعروں سے کیمپس گونج اُٹھا اور چانکیائی سیاست کے آلۂ کار سہم کر رہ گئے۔ طلبہ وطالبات کا سیل رواں تھا، جو قائد کے استقبال میں سڑک کے دونوں اطراف آزادی کے حق میں اور بھارت کے جبری تسلط کے خلاف پُرجوش نعرے بازی میں مصروف تھا۔ نمازِظہر ادا ہوچکی تھی، اس لیے استقبال میں موجود طلبہ نے مسجد کے باہر ہی کھلے لان میں محسنِ ملّت کی امامت میں نمازظہر ادا کی۔ نماز ادا ہوتے ہی جلوس کی صورت میں اقبال لائبریری کے سامنے پہنچے تو طلبہ کے اصرار پہ گیلانی صاحب نے خطاب فرمایا۔ تب سے اس جگہ کو 'گیلانی اسکوائر' (Geelani Square) کہا جانے لگا۔ جہاں انھوں نے حق خود ارادیت، اسلام، انسانیت اور حصولِ تعلیم پر زور دیا۔

تقریر کے دوران جناب سیّدعلی گیلانی نے ریاستی حکومت کی اُردو زبان سے بے توجہی کی طرف متوجہ کرتے ہوئے اقبال لائبریری کی بلندوبالا عمارت پر یونی ورسٹی مونوگرام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ''میرے بیٹو اور بیٹیو! یہ مونوگرام تین زبانوں میں ہے: عربی، انگریزی اور دیوناگری، مگر اس میں اُردو شامل نہیں ہے، حالاں کہ اُردو ریاست میں سرکاری زبان ہے۔ یہ کیسا سنگین مذاق ہے کہ سرکاری دفاتر میں اس زبان کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ سائنس اور ٹکنالوجی وقت کی ضرورت ہے۔ اس سے لاتعلقی کسی بھی درجے میں قابل قبول نہیں، لیکن ہماری تہذیب ہمارے دینی اُمور کی تشریح، تعمیر اخلاق کے اسباق اور ہماری تاریخ اُردو زبان ہی میں محفوظ ہیں، مگر غاصب قوتوں کے ریاستی آلۂ کار اُردو زبان کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کر رہے ہیں۔ اُردو زبان کے ساتھ ان سامراجی قوتوں کا یہ رویہ کوئی حیران کن عمل نہیں ہے۔ جو لوگ اسلاف کے مدفن بیچ کھائیں، اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ اُٹھا کر رشوت کے 'کاروبار' کو فروغ دیں، سبز باغ دکھا کر ریاست کے

عوام کا استحصال کریں، ان کے لیے تو اُردو بس ایک زبان ہے۔لیکن وہ یہ بھول رہے ہیں کہ میرؔ کی جگرسوزی، غالبؔ کی رعنائی کلام، سرسیّد کی مساعیِ جلیلہ، اقبال کا پیغام حُریت وعمل، جوشؔ کا ولولہ انقلاب، فیض کی انقلابی رومانویت اور مولانا سیدابوالاعلیٰ مودودی کا حُسنِ کلام، اُردوزبان کی پشت پر ہیں۔ یہ زبان سازشوں کی نذر ہوگی اور نہ اسے مٹانا آسان ہے''۔

خیال رہے کہ سروسز سلیکشن بورڈ کشمیر (ایس ایس بی) کا اُردو زبان کے حوالے سے مخالفانہ فیصلہ افسوس ناک اور قابلِ مذمت ہے جو اسی استحصالی ذہنیت کی عکاسی ہے۔ ریاست کے محبان اُردو کی کارروائی اور سیّدعلی شاہ گیلانی کے بیان نے ایس ایس بی کے اس گمراہ کن اور ظالمانہ فیصلے کو رد کر دیا۔ ریاستی ادارے گاہے گاہے اُردوزبان کی دُکھتی رگ پر ہاتھ ڈالتے رہتے ہیں۔ اُردوزبان کی ترویج وترقی کے لیے متعدد انجمنیں بھی کام کررہی ہیں،لیکن افسوس کہ ان کا وزن یہ لوگ محسوس نہیں کرتے۔ ان انجمنوں کا کام صرف سیمی نار اور مشاعروں کا انعقاد رہ گیا ہے اور قومی اداروں سے اس کے عوض بھاری رقمیں بٹور کر لذت کام ودہن حاصل کرنا ہے۔ یہ لوگ اُردو سے فائدہ تو اُٹھاتے ہیں،لیکن اُردو کی حقیقی ترقی کے لیے جدوجہد نہیں کرتے۔ 'محبان اُردو، کی روش یہ ہونی چاہیے کہ وہ ہرممکن طریقے سے تعلیمی اداروں میں اُردو کی تدریس کو یقینی بنائیں۔ معاشرے میں اُردو کی تعلیم کے لیے بیداری مہم کو بھرپور تحریک کی شکل دی جائے۔ نئی نسل کے والدین کو حق کی گواہی کے لیے تیار کیا جائے، تاکہ وہ اپنے بچوں کو اُردو کی تعلیم لازمی طور پر دیں۔ دستوری طور پر ہی اُردو کو ریاست جموں وکشمیر میں صحیح مقام مل سکتا ہے۔ اہل علم کو اس مقصد کے لیے سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے، تاکہ اُردو کے حق کو بحال کرنے کے لیے فی الفور سنجیدہ کوششوں کا آغاز کیا جاسکے اور لائحۂ عمل تیار کرکے، اخلاص کے ساتھ اُردو کے حق کی بحالی کی تحریک کو آگے بڑھایا جاسکے۔ بلاتفریق مذہب وملت مقصد کے حصول کے لیے احتجاج کی تمام مثبت صورت اختیار کی جائے۔

اُردو غیر منقسم ہندستان کی واحد ایسی زبان تھی جس میں قانون، فلسفہ، سماجی علوم، سائنس کے مضامین میں اعلیٰ تعلیم دی جاتی تھی۔ آج دنیا بھر میں اُردو کی نئی نئی بستیاں آباد ہورہی ہیں۔ یونیسکو کے ایک جائزے کے مطابق اُردو دنیا میں بولی جانے والی دوسری اور پڑھی جانے والی تیسری زبان ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اُردو کے تحفظ اورفروغ کی ضرورت اوراس کے آئینی حق کے

بارے میں حکومتیں غیرسنجیدہ ہیں۔ ریاست جموں وکشمیر میں اُردو کی آئینی حیثیت ایک عرصے سے محض خوش فہمی کا سامان ہے اور بعض کے لیے واویلا مچانے کا بہانہ۔

بات سیّدعلی گیلانی کی یونی ورسٹی آمد کی ہورہی تھی۔ پُرسوز اور مؤثر خطاب کے بعد موصوف اپنی کار میں بیٹھ کر اقبال لائبریری کے گیٹ تک گئے۔ منظر قابل دید تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ یونی ورسٹی کی تاریخ میں جب کسی لیڈر کی گاڑی لائبریری کے گیٹ تک گئی ہو، جب کہ طلبہ و اسکالرز اور لائبریری کا عملہ سڑک کے دونوں اطراف ہاتھ اُٹھائے بآواز بلند ہر دل عزیز قائد کے حق میں قصیدے گا رہا تھا۔ پُرجوش منظر، آبدیدہ چشم، ایسا سماں کہ قلم عکس بندی سے قاصر ہے!

گیلانی صاحب لائبریری میں داخل ہوئے۔ لائبریرین سے مختصر گفتگو کے بعد اپنی تصانیف لائبریری کو پیش کیں۔ طلبہ کا جمِ غفیر لائبریری کے باہر لان میں قائد کا منتظر تھا۔ جیسے ہی وہ باہر آئے تو نعرۂ تکبیر کی صدائیں دوبارہ گونجنے لگیں۔ گاڑی کو ہر طرف سے گھیرا لیا گیا۔ قائد گاڑی کے اندر سے قوم کے بیٹوں اور بیٹیوں کو الوداع کر رہے تھے۔ بڑی مشکل سے رومی گیٹ تک گاڑی پہنچی۔ باہر ستم گر خاکی وردی میں ملبوس گاڑی میں منتظر تھے، اور گیلانی صاحب کو پکڑ کے حسبِ روایت جرمِ بے گناہی میں نامعلوم جگہ پر حبسِ بے جا میں ڈال دیا۔

گیلانی صاحب ایک کثیرالجہات شخصیت ہیں۔ تحریک اسلامی کے صف اول کے رہنما، برعظیم کے مؤثر خطیب وشعلہ بیان مقرر، قائد بے بدل، تاریخ کشمیر کے امین اور مجاہد ملت۔ علاوہ ازیں موصوف فارسی واُردو ادب کے شناسا بھی ہیں۔ فارسی واُردو اشعار ازبر ہیں۔ ان کے کلام کی چاشنی اور اُردو زبان کی حلاوت سامعین کے دلوں کو محظوظ کرتی ہے۔

انھوں نے اپنی کتابوں میں اُردو ادب کی مختلف اصناف کو محفوظ کیا ہے جن میں آپ بیتی، خاکہ، سوانح حیات، خودنوشت سوانح حیات، انشائیہ، مضمون، مکتوب نگاری اور سفرنامہ شامل ہیں۔ ادب فنون لطیفہ کی اہم ترین شاخ ہے۔ حُسنِ خیال، مواد کی ترتیب اور الفاظ کے موزوں وحسین استعمال کے ذریعے ادب وجود میں آتا ہے۔ غیرافسانوی ادب کی بنیاد حقیقت پسندی پر رکھی جاتی ہے۔ دنیا کی حقیقتوں، مسائل، تجربات، مشاہدات اور احساسات کو کہانی کے رنگ کے بغیر پیش کرنا غیرافسانوی ادب کی علامت ہے اور سیّدعلی گیلانی کی تحریرات بھی انھی اصولوں پر پورا اُترتی ہیں۔